Advance Social Science Archive Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.2 No.4, Oct-Dec, 2024. Page No. 1131-1139
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

COMMON CAUSES OF DIVORCE IN THE PRESENT ERA AND THEIR SOLUTIONS IN ISLAMIC LAW

معاشرتی بقاءاور اخلاقی اقدار؛سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ دور حاضر میں طلاق کے عمومی اسباب اور شریعت اسلامی میں اس کا حل

Dr Farhadullah	Assistant Professor, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology Kohat.
	Email: dr.farhadullah@kust.edu.pk
Asia Khan	M. Phil scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology Kohat.
	Email: asiakhankohat@gmail.com
Muhammad Rehman	M. Phil scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology Kohat.
	Email: mt481562@gmail.com

ABSTRACT

Marriage is a sacred contract and a bond blessed by Allah Almighty, built on a foundation of mutual respect, understanding, and love. However, in modern times, the rate of divorce is rapidly increasing, leading to the breakdown of marital relationships. This phenomenon not only undermines the sanctity of marriage, which is highly valued in the eye of Allah, but also results in severe emotional, social, and personal losses. The growing trend of divorce is not only an individual problem but has broader implications for families and society as a whole. Various factors contribute to the instability of marriage, such as lake of mutual understanding, emotional disconnection, and societal pressures. In this article the various reasons for divorce are analyzed from moral, social, economic, and psychological perspectives. In reality, the lack of harmony and understanding between spouses is the primary cause of divorce, which leads to the breakdown of marital relationships. The differences in individual habits, lifestyles, and approaches often result in disputes. The economic factors include financial instability, which affects household matter significantly .The lack of patience and compromise in relationships creates issues that escalate into divorce. The consequences of such separations include a negative impact on the family, particularly children, and create numerous social challenges. Hence, there is a need for harmony, mutual understanding, and patience in marital relationships to prevent such outcomes. These are the reasons that lead to divorce, such as a lack of mutual understanding, which not only ends the marital relationships but also negatively impact the lives of the family and children. It is essential to understand these causes of divorce and explain them thoroughly so that an effective system for strengthening family relationships can be established.

Keywords: Sanctity of marriage, Growing trend of divorce, various factors, Breakdown marital relationships, Consequences, Negative impact.

تمہید:

نکاح ایک مقدس معاہدہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی بقا کے لیے ایک بنیاد بنایا ہے یہ ایک مقدس بندھن، خوبصورت احساس، اعتماد، محبت اور ذمہ داریوں پر مبنی ایسا رشتہ ہے جو نہ صرف دو لوگوں کو بلکہ دو خاندانوں کو جوڑتا ہے لیکن موجودہ دور میں طلاق کی شرح بہت تیزی سے بلند ہو رہی ہے جو کہ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ طلاق کے بڑھتے ہوئے واقعات سنگین مسئلے کی صورت اختیار کر چکے ہیں جس سے نہ صرف انفرادی نقصان ہو رہا ہے بلکہ پورے معاشرے پر اس کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ نکاح جیسا مقدس رشتہ مختلف عوامل کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے طلاق دینے میں بہت سے سماجی، معاشی، معاشرتی اور نفسیاتی عوامل کار فرما ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ ان اسباب کا احاطہ کیا جائے اور ان مسائل کو سمجھا جائے جو طلاق دینے کی وجہ بنتے ہیں۔

طلاق کے اسباب:

طلاق کے اسباب اور محرکات وقت، حالات اور لوگوں کے اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں، اور مختلف رشتوں پر ان کے اثرات مختلف ہو سکتے ہیں۔ زیر نظر آرٹیکل میں ان اسباب کو مختصراً بیان کیا جائے گا، اور طلاق کے اسباب و محرکات میں درج ذیل عوامل شامل ہو سکتے ہیں۔

1: عدم موافقت:

شریعت کے مطابق زوجین کی ازدواجی زندگی احترام، محبت اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی پر مبنی ہونی چاہیے تاہم اگر زوجین کے درمیان عدم موافقت ہو اور ان دونوں کی سوچ، ترجیحات یا مزاج میں فرق ہو اور وہ دونوں ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہ کرے تو تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور بات بالآخر طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ عدم موافقت کے تحت درج ذیل عوامل آتے ہیں:

1.1 فکری اور مزاجی فرق:

اگر زوجین کے نظریات، سوچ یا طرزِ زندگی میں فرق ہو، اور وہ ایک دوسرے کی عادات اور رویوں کو قبول نہ کر سکیں، تو یہ مزاجی اور فکری فرق اختلافات کا باعث بنتا ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ زوجین کو ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور برداشت کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔[1]

1.2 رائے اور فیصلوں میں اختلاف:

اگر میاں بیوی کے درمیان زندگی کے اہم معاملات میں رائے کا اختلاف ہو اور کوئی درمیانی راستہ نکالنے پر تیار نہ ہوں تو اختلافات بڑھتے ہیں۔ مثال کے طور پر بچوں کی تربیت کے حوالے سے، مالی معاملات یا خاندان کے دیگر امور میں اگر دونوں میاں، بیوی کی رائے مختلف ہو اور دونوں کسی ایک نقطے پر متفق نہ ہوتے ہو تو معمولی نوک جھوک اور بحث مباحثے سے شروع ہونے والے جھگڑے بہت سنگین شکل اختیار کرتے ہے جو کہ اکثر طلاق پر منتج ہوتے ہیں۔

1.3 معاشرتی و ثقافتی فرق:

مختلف معاشرتی یا خاندانی پس منظر رکھنے والے جوڑوں کے اکثر رسم رواج ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور وہ میاں بیوی رسم ورواج یا رویوں کو قبول نہیں کر پاتے، جو ازدواجی زندگی میں مسائل پیدا کرنے کا سبب بن سکتے ہیں ۔[2]

1.4 صبر اور برداشت کی کمی:

دین اسلام ہمیں صبر کا درس دیتا ہے، لیکن جب میاں بیوی ایک دوسرے کی خامیوں کو برداشت نہ کریں، اور ہر چھوٹے معاملے پر اور معمولی معمولی باتوں پر جھگڑا کریں، تو یہ رشتہ خراب ہو جاتا ہے۔[3]

حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن مرد مومنہ عورت سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی کوئی بات ناپسند ہو تو دوسری بات پسند آجائے گی۔[4]

1.5 نفسیاتی یا جذباتی مسائل:

اگر زوجین میں سے دونوں یا کوئی ایک جذباتی، عدم استحکام، حسد اور غصہ کرنے والا ہو یا ایک دوسرے پر غیر ضروری شک کرنے والا ہو تو یہ عدم موافقت کو بڑھاتے ہیں۔

2: مالی مسائل:

شریعت میں بیوی اور بچوں کے نان نفقہ اور کفالت کی ذمہ داری شوہر پر عائد کی گئی ہے۔ کفالت اور مالی مسائل میں ناکامی، زوجین کی زندگی میں تنازعات پیدا کر سکتی ہے اور بعض اوقات ان تنازعات کی وجہ سے بات طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

مالی مسائل کے سبب طلاق کے بنیادی عوامل اور ان پر شریعت کے حوالے سے گفتگو درج ذیل ہے۔

2.1 نان ونفقہ کی عدم ادیگی:

شریعت کے رو سے بیوی اور بچوں کا نان نفقہ کھانا، لباس، رہائش اور دیگر ضروریاتِ زندگی فراہم کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اگر شوہر ان ضروریات کو پورا کرنے میں ناکام ہو جائے یا قصداً ان ضروریات کو پورا کرنے میں غفلت سے کام لے تو یہ طلاق کا سبب بن سکتا ہے۔

قران کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ" [5]

"مرد عورتوں کے ذمہ دار ہے اس وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ وہ ان پر اپنے مال خرچ کرتے ہیں"۔

اس آیت کریمہ میں مرد کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے وہ اس بنیاد پر کہ، وہ اپنے گھر کا کفیل ہے اور ان پر اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

2.2 مالی وسائل کی کمی / غربت:

اگر شوہر کے مالی وسائل محدود ہو جس سے بیوی بچوں کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہو تو بیوی ناپسندیدگی ظاہر کرتی ہے اور بعض اوقات یہ ناپسندیدگی طلاق کا سبب بنتی ہے اور خاص طور پر اس وقت جب دونوں فریق ایک دوسرے کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوں۔[6]

حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم پر ان کا کھانا اور لباس واجب ہے جیسا کہ دستور ہے۔[7]

لہذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر پر لازم ہے کہ اپنی زوجہ محترمہ کے لیے ضروری وسائل مہیا کرے۔

2.3 مالی معاملات میں غیر ذمہ داری:

اگر شوہر قرض میں ڈوب جائے یا فضول خرچی کرے یا اپنی آمدنی کو غیر ضروری کاموں پر خرچ کرے، اور بیوی، بچوں کے حقوق کا خیال نہ رکھے اور ان کے حقوق کو نظر انداز کرے تو یہ بھی طلاق کا سبب بن سکتا ہے۔[8]

سید سابق فقہ السنہ "میں لکھتے ہیں:

"کہ اگر شوہر نان ونفقہ دینے سے قاصر ہو اور بیوی اس پر صبر نہ کر سکے تو شریعت طلاق کی اجازت دیتی ہے۔[9]

2.4 خواتین کی مالی مطالبات میں زیادتی:

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیوی اپنی شوہر سے غیر ضروری مطالبات کرتی ہے اور شوہر کی جو آمدنی ہوتی ہے اس پر وہ عدم اطمینان کا اظہار کرتی ہے، جو ازدواجی، مسائل کو بڑھاتا ہے، اور شریعت بیوی کو شوہر کی مالی حیثیت کے مطابق زندگی گزارنے کا حکم دیتی ہے۔[10]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ" [11]

ترجمہ مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے، اور اگر تنگ دست ہو تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔

اور اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ [12]

ترجمہ: عورتوں کو اپنے مقدور کے مطابق رکھو جہاں خود رہتے ہو۔

لہذا ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ شوہر کے ساتھ ان کی مالی حالات کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

3: نفسیاتی دباؤ:

3.1 بیٹے کی خواہش:

بعض اوقات شوہر یا اس کے خاندان والے صرف بیٹے کی خواہش کرتے ہیں اور بیوی کو اس معاملے میں ذہنی دباؤ کا شکار بنایا جاتا ہے۔ مثلاً، اگر اس مرتبہ تمہاری بیٹی پیدا ہوئی تو میں تمہیں قتل کرونگا / طلاق دونگا وغیرہ وغیرہ تو یہ دباؤ نا چاقی کا سبب بنتا ہے۔

اور شریعت نے یہ بات بالکل واضح کی ہے کہ اولاد کا معاملہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہے:

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۔[13]

ترجمہ: اللہ جیسے چاہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جیسے چاہے بیٹے۔

3.2 بانجھ پن یا بچے نہ ہونے کا دباؤ:

بانجھ پن طلاق کا سب سے اہم سبب ہے۔ ہمارے معاشرے میں اولاد کا پیدا نہ ہونا یا مسلسل لڑکیوں کی پیدائش کو عورت کا گناہ سمجھا جاتا ہے جس کی سزا اسے طلاق کی صورت میں ملتی ہے۔

4: خاندانی دباؤ:

اسلامی شریعت میں ازدواجی تعلقات میں زوجین کا رشتہ باہمی، عزت، محبت اور حقوق کی ادائیگی پر قائم ہوتا ہے۔ تاہم خاندانی دباؤ جیسے والدین یا رشتہ داروں کی بلا جواز مداخلت ازدواجی زندگی میں مسائل پیدا کر سکتے ہیں جو بعض اوقات طلاق کا سبب بنتے ہیں۔ اور شریعت میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ زوجین کا رشتہ کسی تیسرے فریق کی مداخلت سے خراب نہیں ہونا چاہیے اور خاندانی دباؤ کو اعتدال میں رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

خاندانی دباؤ کے اہم پہلو جو طلاق کا سبب بنتے ہیں:

4.1 فیصلہ سازی میں والدین کا دباؤ:

آج کل طلاق کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ زوجین سے اپنے معاملات کا فیصلہ کرنے کا حق چھینا گیا ہے۔ جب میاں بیوی کو اپنی زندگی کے اہم فیصلے کے بارے میں حق نہ دیا جائے، اور ہر معاملے میں والدین یا خاندان کے فیصلہ کو ترجیح دی جائے تو پھر ازدواجی تعلقات متاثر ہونگے۔[14]

4.2 بیوی اور والدہ کے حقوق میں توازن:

شریعت مطہرہ میں شوہر کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ پر اپنی والدہ اور بیوی دونوں کے حقوق ادا کرنا لازم ہے، لیکن کسی ایک کی محبت یا دباؤ کی وجہ سے دوسری کے ساتھ زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔ سید سابق صاحب بھی فقہ السنہ میں اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہے کہ "میاں بیوی کے درمیان حقوق میں توازن قائم کرنا ضروری ہے۔" بعض اوقات والدین یا خاندان کا دباؤ ازدواجی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔[15]

4.3 فیصلہ سازی میں آزادی:

اسلام میں زوجین کو اپنی زندگی کے معاملات میں خود مختاری دی گئی ہے، کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے فیصلے خود کر سکتے ہیں۔ اگر خاندان کی مداخلت کی وجہ سے ان سے یہ اختیار چھینا جائے اور انہیں ذہنی سکون سے محروم کیا جائے تو پھر طلاق کا جواز پیدا ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے "

”لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا“ [16]

”اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا“۔

اور "المغنی" میں ابن قدامہ نے خاندانی دباؤ کو ازدواجی زندگی کے بگاڑ کا ایک ممکنہ سبب قرار دیا اور کہا کہ قاضی اس صورت میں فریقین کے درمیان اصلاح کی کوشش کرے۔

لہذا خلاصہ یہ ہوا کہ خاندانی دباؤ طلاق کے اسباب میں اہم سبب ہے، خاص طور پر اگر یہ زوجین کے تعلقات میں استحکام کو ختم کرے۔ شریعت ہمیں ایسے معاملات میں مفاہمت اور صلح کی تلقین کرتی ہے لیکن اگر یہ دباؤ اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ ناقابل برداشت ہو تو پھر طلاق کو آخری حل کے طور پر اختیار کیا جا سکتا ہے۔

5: شادی کے وقت بیٹا/بیٹی سے اجازت نہ لینا یعنی بچوں کی زبردستی شادی کروانا:

شادی کے وقت بیٹا اور بیٹی کی اجازت کے حوالے سے قرآن وحدیث میں چند رہنما اصول موجود ہے، جن میں بنیادی طور پر رضامندی اور مشاورت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا[17]

" اے ایمان والوں تمہیں یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں کسی بھی شخص کو مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ والدین کو بیٹے کے شادی میں اس کی پسند کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ شادی کے بعد زندگی میاں بیوی نے گزارنی ہے ان کے والدین نے نہیں۔ بچوں کی رضامندی کے بغیر ان کی شادی کرانا اسلامی اخلاقیات کے خلاف ہے۔ لڑکی کی شادی کے معاملے میں اس کی رضامندی ضروری ہے۔ لڑکی کو اس کے والدین یا ولی اس کی رضامندی کے بغیر شادی پر مجبور نہیں کر سکتے۔۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قَالَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ[18]

بیوہ عورت کی شادی اس کی اجازت کے بغیر نہ کی جائے اور کنواری کی شادی اس کی رضامندی کے بغیر نہ کی جائے۔

اس طرح حدیث میں حضرت خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا کا واقعہ مشہور ہے کہ ان کے والد نے ان کی شادی ان کی رضامندی کے بغیر کر دی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس معاملے کی شکایت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔

لہٰذا اس واقعہ سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر والدین بیٹی کی مرضی کے خلاف شادی کروائیں تو وہ نکاح درست نہیں ہوتا۔ اور لڑکی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس نکاح کو رد کر دے۔

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا"[19]

ترجمہ: بیوہ وہ عورت جس کا پہلے نکاح ہو چکا ہو اپنے معاملے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی اجازت لی جائے گی اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ شادی میں بیٹی کی اجازت ضروری ہے، چاہے وہ کنواری ہو یا بیوہ کیونکہ زبردستی کی شادی زیادہ عرصہ نہیں چلتی اور روز روز کے جھگڑے طلاق پر آکر ختم ہوتے ہیں۔

6: غیر اسلامی طرز زندگی:

غیر اسلامی طرز زندگی سے مراد وہ زندگی ہے جو اسلامی تعلیمات اور اقدار کے خلاف ہو اور ازدواجی زندگی میں سنگین مسائل کا سبب بن سکتا ہے اور اکثر طلاق کی بنیاد بھی بن جاتا ہے۔ اسلام میں ازدواجی زندگی کو ایک مقدس رشتہ قرار دیا گیا ہے، جہاں زوجین کو قران وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جب ان اصولوں سے انحراف کیا جاتا ہے، تو پھر رشتہ کمزور پڑ سکتا ہے اور بعض اوقات طلاق تک نوبت آسکتی ہے۔

غیر اسلامی طرزِ زندگی کے طلاق پر اثرات:

6.1 دین سے دوری اور اخلاقی انحطاط:

اگر زوجین میں سے کوئی ایک دین سے دور ہو تو ان کے درمیان اختلافات اور تنازعات بڑھ سکتے ہیں، کیونکہ ان کے اصول اور اقدار مختلف ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ[20]

ترجمہ: مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

اس آیت کریمہ میں شریکِ حیات کے ایمان اور دینداری کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے تاکہ زندگی کے اصول یکساں ہوں۔

6.2 غیر شرعی عادات اور رویے:

مختلف قسم کی شراب نوشی، قمار بازی، یا دیگر غیر اسلامی عادات جیسے بدکاری یا بے حیائی زوجین کے درمیان مسائل پیدا کرتے ہیں اور اکثر طلاق کا سبب بنتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

کسی عورت سے اس کے حسن و جمال، مال و دولت یا دین کے سبب نکاح کیا جاتا ہے۔ تم دینداری کو ترجیح دو 'تمہارے ہاتھ خاک آلودہ نہ ہوں گے [21]

یہ حدیث مبارکہ دیندار شریک حیات کی اہمیت کی طرف ترغیب دیتی ہے۔

6.3 دینی فرائض میں کوتاہی:

دینی فرائض میں کوتاہی جیسے نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ جیسی بنیادی عبادات میں کوتاہی یا انکار ازدواجی رشتے میں عدم موافقت پیدا کر سکتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد مبارکہ ہے"

”يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا“[22]

ترجمہ "اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت کریمہ میں خاندان کے دینی ماحول کو بہتر بنانے پر زور دیا گیا ہے۔

6.4 مغربی / غیر اسلامی کلچر کی تقلید:

مغربی یا غیر اسلامی ثقافت کی تقلید کرنا جیسے مخلوط، محافل، بے پردگی، یا غیر محرم سے تعلقات، ازدواجی زندگی کے تعلقات کو خراب کر سکتی ہیں اور طلاق کی نوبت آسکتی ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ:[23]

جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں غیر اسلامی طرزِ زندگی کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

7: غلط فہمی اور کمیونیکشن کا فقدان:

ازدواجی زندگی میں غلط فہمی اور کمیونیکشن کا فقدان آج کل ایک سنگین مسئلہ ہے جو طلاق کی وجہ بن سکتا ہے جب زوجین کے درمیان موثر بات چیت نہیں ہوتی تو یہ رشتہ میں بداعتمادی، کمزوری، تناؤ اور دوری پیدا کرتا ہے اور آخرکار بات طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ شریعت میں میاں بیوی کو آپس میں بات چیت کے ذریعے مسائل حل کرنے، سمجھوتہ کرنے اور ایک دوسرے کی باتوں کو سننے کی سختی سے تاکید کی ہے۔

غلط فہمی اور کمیونیکشن کا فقدان طلاق کے اسباب میں:

7.1 غلط فہمیاں اور متبادل مفہوم نکالنا:

جب زوجین ایک دوسروں کی باتوں کو غلط سمجھیں یا ان کے بیانات کا غلط مفہوم نکالیں، تو پھر یہ یک طرفہ شکایتوں اور اختلافات کی بنیاد بنتی ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً[24]

ہم نے ان کے درمیان محبت اور رحمت رکھی —

یہ آیت ازدواجی تعلقات میں حسن سلوک اور محبت کی اہمیت پر زور دیتی ہے، لیکن جب بات چیت میں غلط فہمی ہو تو پھر محبت کا رشتہ ٹوٹ سکتا ہے۔

7.2 آپس میں بات چیت کے فقدان کا اثر:

اگر زوجین ایک دوسرے سے بات چیت میں کمی کریں یا صرف ضرورت کے تحت بات کریں یا ایک دوسے کے ساتھ غیر اخلاقی زبان استعمال کریں اور اپنے مسائل، جذبات اور توقعات کا تبادلہ نہ کریں تو اختلافات بڑھ سکتے ہیں اور رشتہ ٹوٹنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹ بات ہوتی ہے "[25]

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بات چیت میں کمی اور غلط فہمیوں کی وجہ سے بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے جو بات کو طلاق تک لے جا سکتی ہے۔

7.3 آپس میں بات چیت کی کمی سے پیدا ہونے والی بے اعتمادی:

جب زوجین ایک دوسرے سے اپنی باتوں کو چھپاتے ہیں یا گفتگو کرنے سے گریز کرتے ہیں تو اس سے آپس میں بے اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "کہ ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو"[26]

اس آیت میں حسن سلوک کے ساتھ ساتھ باہمی تعلقات میں صحیح رابطہ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

7.4 اہم باتوں کو نظر انداز کرنا:

جب شوہر اور بیوی اہم مسائل میں ایک دوسرے سے بات چیت کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ تو اس سے ان کے درمیان مسائل بڑھ سکتے ہیں۔ جیسے مالی مسائل، بچوں کی تربیت، ازدواجی تعلقات وغیرہ،

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"لا یفرک مومن مومنته ان کره منها خلقا رضی منها آخر" [27]

ترجمہ "کوئی مومن مرد مومن عورت سے نافرمانی نہ کرے اگر اس کی کوئی عادت ناگوار محسوس کرے تو دوسری عادت پسندیدہ بھی ہو سکتی ہے۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ معمولی باتوں پر تعلقات خراب نہیں کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کی بات کو اہمیت دینی چاہیئے۔

8: اعتماد کا فقدان:

اعتماد کا فقدان درج ذیل پہلوؤں پر مشتمل ہیں:

8.1 بے وفائی یا خیانت:

میاں بیوی کا جو رشتہ ہے اس کا دارومدار اعتماد اور بھروسہ پر ہے۔ اگر زوجین میں سے کوئی ایک دوسرے کے اعتماد کو توڑتے ہوئے بے وفائی اور خیانت کرے یا غیر اخلاقی تعلقات قائم کرے تو یہ طلاق کا سبب بن سکتا ہے۔[28]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ[29]

اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت میں مومنین مردوں کی صفات بیان کرتے ہوئے خیانت سے منع کیا گیا ہے۔

8.2 جھوٹ اور دھوکہ دہی:

"زوجین میں سے کسی ایک کا جھوٹ بولنا پھر چاہے وہ مالی لحاظ سے ہو یا جذباتی لحاظ سے یا اس کے علاوہ دیگر معاملات میں دھوکہ دینا اعتماد کے خاتمے کا سبب بنتا ہے اور جس رشتے میں اعتماد باقی نہیں رہتا وہ زیادہ عرصہ نہیں چلتا"۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"آیةالمنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا تمن خان" :[30]

ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کی پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

8.3 شک و شبہات کا رویہ:

زوجین کا بلاوجہ ایک دوسرے پر شک کرنا یا جاسوسی کرنا یہ رشتے میں بداعتمادی کا سبب بنتا جا رہا ہے، اور شریعت ایک دوسرے کی جاسوسی اور شکوک سے منع کرتے ہیں؛

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[31]

ترجمہ: اے ایمان والوں بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بے جا شک نہیں کرنا چاہیئے۔

خلاصہ:

اس آرٹیکل میں طلاق کے مختلف اسباب کو بیان کیا گیا ہے۔ طلاق کے یہ اسباب عام طور پر ذاتی، سماجی ،معاشی، معاشرتی اور نفسیاتی عوامل پر مبنی ہوتے ہیں۔ ذاتی اسباب میں زوجین کے مابین عدم موافقت، بدسلوکی اور اعتماد کا فقدان وغیرہ کو طلاق کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ عدم موافقت میں بھی ان باتوں کو زیر غور لایا گیا ہے جو عدم موافقت کی وجہ بنتے ہیں، مثلا فکر و شعور میں فرق، مزاج میں فرق، معاشرتی و ثقافتی فرق، صبر و برداشت کی کمی وغیرہ۔ طلاق کے اسباب میں مالی فقدان سے جنم لینے والے مسائل کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ مالی معاملات کسی بھی گھر یا خاندان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ گھریلو معاملات میں بہت سے مسائل پیسوں کی کمی کی وجہ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ طلاق کے دیگر اسباب میں نفسیاتی دباؤ، خاندانی دباؤ، بچوں کی زبردستی شادی کرانا، لڑکا لڑکی کے طرز زندگی میں فرق ہونا، کمیونیکیشن کے فقدان کے سبب پیدا ہونے والی غلط فہمیاں اور عدم اعتماد شامل ہیں۔

یہ تمام وہ اسباب ہیں جو طلاق جیسے ناپسندیدہ فعل کے انجام میں کارفرما ہوتے ہیں۔ یہ اسباب نہ صرف ازدواجی تعلق کو ختم کرنے کا باعث بنتے ہیں بلکہ خاندان اور بچوں کی زندگی پر بھی منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ طلاق کے ان اسباب کو سمجھنا اور ان کا سدباب کرنا ضروری ہے تاکہ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو کم کیا جاسکے اور خاندانی نظام کو مضبوط بنایا جاسکے۔

حوالہ جات

1: تحفہ العروس، محمود مہدی الاستنبولی ، مکتبہ دار السلام و مکتبہ دار ابن الجوزی، جدید ایڈیشن، 1971

2: فقہ السنہ ،سید سابق، مکتبہ دار الفتح قاہرہ و مکتبہ دار السلام ریاض، 1950

3: المغنی، عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی، مکتبہ دار عالم الکتب ریاض، 1947

4: صحیح مسلم، الامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ، مکتبہ رحمانیہ، حدیث1469

5: سورۃ النساء، آیت34

6: بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، امام علاالدین ابو بکر بن مسعود الکسانی الحنفی ، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2000

7: صحیح مسلم، مکتبہ رحمانیہ، حدیث2137

8 : خاندانی مسائل اور ان کا حل، ڈاکٹر ذکیہ ہاشمی، مکتبہ اسلامیہ لاہور ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، 1980

9: فقہ السنہ ،سید سابق، نکاح کے مسائل، جلد 1 ،ص 174

10: ایضا

11: سورہ الطلاق، آیت7

12: سورہ الطلاق، آیت6

13: سورہ الشوری، آیت49

14: صحیح مسلم، امام مسلم، حدیث1437

15: فقہ الاسلامی وادلتہ، امام وہبہ الزحیلی، باب احکام الطلاق، مکتبہ دار الفکر دمشق بیروت، 1984

16: سورہ البقرہ، آیت286

17: سورہ النساء، آیت19

18: صحیح بخاری، الامام محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، حدیث6968

19: صحیح بخاری، مکتبہ رحمانیہ لاہور ، حدیث5136

20: سورہ البقرہ، آیت 221

21: صحیح بخاری، امام بخاری، مکتبہ رحمانیہ، حدیث5090

22: سورہ التحریم، آیت6

23: سنن ابی داؤد، الامام ابی داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، حدیث 4031

24: سورۃ الروم، آیت 21

25: صحیح بخاری، حدیث 6064

26: سورہ النساء، آیت 19

27: صحیح مسلم، امام مسلم، مکتبہ رحمانیہ لاہور، حدیث 1469

28: المغنی، ابن قدامہ، مکتبہ دار عالم الکتب ریاض، باب الخلع والاطلاق

29: سورہ المومنون، آیت 5

30: صحیح بخاری، مکتبہ رحمانیہ ،حدیث نمبر 33

31: سورہ الحجرات، آیت 12